حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب

فتح وشکست اسلام کی نظر میں

حمد و صلوۃ کے بعد گزارش یہ ہے کہ کراچی، ملتان، لاہور، گوجرانوالہ اور پشاور، سرحد کے متعدد دینی جرائد نے طالبان افغانستان کی جرأت ایمانی استقامت علی الصراط المستقیم اور نقد نفاذ اسلام میں ان کی بے انداز قربانیوں پر جن شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے اس سے ان کی حق ادائیگی تو کیا اس کا عشر عشیر بلکہ ہزاروں اور لاکھواں حصہ بھی ادا نہیں ہو سکا۔ وجہ ظاہر ہے کہ الفاظ کے دامن میں اتنی وسعت ہی نہیں ہے کہ وہ اس بار گراں کا تحمل کر سکے۔

زوصف ناتمام باجمال یار مستغنی است
بہ آب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبارا

لکھنے اور کہنے والوں کا ع گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد
کہہ کر اور لکھ کر ہی اپنے عجز اور اعترافِ قصور کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ۔فعلی الله اجرهم الجزيل وعليه تعالىٰ مافى التنزيل فائولیك لهم الدرجات العلى جنات عدن تجرى من تحتها الانهار خالد ين فيها وذالك جزاء من تزكى۔

البتہ بعض جرائد نے ان غازیان اسلام کے سیاسی فہم وفراست یا حکمت یا کسی بھی عنوان سے کچھ ہلکے اور خفیف سے جو اشارے کئے ہیں ہم جیسے متوسط دینی طالبعلموں کے کمزور دل اور ضعیف قلوب پر بہت ہی گراں گزرے۔ قرآن کریم کی سورت النساء آیت ۷۴ کے مطابق شہادت پانے والا اور غالب آنے والا اجر عظیم میں برابر ہیں۔

فيقتل اويغلب فسوف نوتيه اجراء عظيما۔ اور اس طرح تداول ایام کی حکمت میں بھی واضح طور پر فرمایا کہ بصورت فتح کفار کا محق یعنی ان کفار کو اور ان کے غلبہ اور رعب کو ختم کرنا ہے اور بصورت ہزیمت وشکست کے بعض اہل ایمان کو شہادت کے عظیم درجات پر فائز کرنا ہے اور بعض غازیان اسلام کی تمحیص یعنی ہر قسم کے صغائر وکبائر کے دھبوں سے صاف کرنا غرض احدى الحسنيين سے ہی سرفراز فرمانا ہے۔ اور اس لئے صورت حاضرہ کے سلسلہ میں طالبان جس آزمائش سے دوچار ہوئے ہیں ان کے متعلق ہم تحریک عمل برائے نفاذِ شریعت اسلامیہ کے نزدیک الخیر ملتان بابت شوال ۱۴۲۲ھ کے درج ذیل الفاظ آب زر سے لکھنے کے قابل اور واجب التقلید ہیں۔

”حق و باطل کی اس آویزش میں کسی بھی حوالے سے طالبان کو اپنی زبان، یا قلم کا نشان بنانا امریکہ کو اس کی شیطانی قوت کے استعمال کرنے پر خراج تحسین پیش کرنا ہے“۔ کسی حوالے کے عموم میں سیاسی فہم حکمت عملی اور شرعی پابندی سب کچھ آ گیا ہے۔ اسی طرح زبان یا قلم سے نشانہ ہی کی تعمیم بھی بالکل صحیح ہے۔ مسلمانوں کی آزمائش اور ان پر

مصائب کے یہ عمومی اسباب ہو سکتے ہیں۔لیکن حالات حاضرہ میں طالبان کی جانب ان کا اشارہ کرنا ان کے زخموں پر نمک پاشی کرنا ہے۔اور بالواسطہ دشمن کو خوش کرنا ہے۔ہم نے اپنی سیاسی فہم وفراست سے پچاس سال میں نفاذِ اسلام میں کتنی کامیابی حاصل کی ہے۔اور انہوں نے سات دنوں میں سات سال تک مکمل اسلام کے نفاذ سے کامل ترین امن و امان قائم کرنے میں جو ریکارڈ قائم کر دیا ہے کیا ان میں زمین و آسمان کا فرق نہیں ہے۔وہ زبان سے نہ کہیں لیکن ان کے دل سے یہ آواز ضرور بلند ہوگی کہ ع ناصحا آگ لگے اس تیرے سمجھانے کو

حق کے لئے سر کٹانے کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عظیم کامیابی سے تعبیر فرمایا ہے۔تیر لگنے پر صحابی رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہ کا فزت ورب الکعبۃ کہنا مشہور و معروف ہے۔

ایک اور صحابیؓ کا واقعہ بھی علماء کو معلوم ہے اس نے دعا یہی کی کہ یا اللہ کل میرا مقابلہ ایسے زبردست طاقتور دشمن سے آجائے کہ وہ میرا ایک ایک جوڑا الگ کر کے پھینک دے سر کہیں اور دھڑ کہیں ناک کہیں اور کان کسی جگہ دونوں ہاتھ بھی ایک دوسرے سے دور پڑے ہوں اور ٹانگیں بھی علیحدہ زمین کے بیسوں حصے میری شہادت پر محبوب حقیقی جل شانہٗ اور اس کے حبیب پاک ﷺ اور اس کے لائے ہوئے پسندیدہ دین اسلام کے سچے عشق پر چیخ چیخ کر شہادت دے رہے ہوں۔اور جب میرا کوئی ساتھی ادھر سے گزرے تو میری قربانی پر جزاک اللہ احسن الجزاء سے مجھے تمغہ تحسین پیش کردے تو میری روح کو سکون حاصل ہو۔شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے جس کی شادمانی کو اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔ ؎

رہے گا کوئی تو تیغ ستم کے یادگاروں میں
مرے لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزاروں میں

از راہ ہمدردی سہی مگر طالبان کی سیاست یا بہ الفاظ دیگر حکمت عملی پر تنقید کرتے ہوئے ان حضرات کو سید الاولین والاخرین علیہ افضل الصلوٰت والتسلیمات واعلیٰ آلہ واصحابہ کے اس ارشاد مبارک ایاکم واللو سے کیا ذہول ہو گیا تھا کہ عین موقع پر اس افسوس کے اظہار سے دشمن خوش بھی ہو سکتا ہے۔

حضرت زیدؓ کو جب اعداء دین کے ہجوم میں سولی پر لٹکانے لگے اور غالباً شبلی نعمانی مرحوم نے اس وقت ان کی ایمانی بشاشت اور روحانی مسرت کا جو نقشہ کھینچا ہے کیا وہ بے معنی تھا؟ فرماتے ہیں: ؎

جبین زید پر اس وقت وہ رونق برستی تھی کہ صبح اولین کی نور کی بارش بھی شرمائے
یہ اطمینان خاطر دیکھ کر کفر اور جھلایا دلوں کی تیرگی نے بدر کے داغ اور چمکائے

اور جب اہل کفر نے پوچھا کیا اب بھی محمد ﷺ کا ساتھ دینے پر تم پشیمان نہیں ہو تو جواباً فرمایا ہے کہ ؎

مجھے ناز اپنی قسمت پر ہے گر نام محمد ﷺ پر یہ سر کٹ جائے اور تیرا سراپا اس سے ٹھکرائے
اور ؎ یہ سب کچھ ہے گوارا پر یہ دیکھا جا نہیں سکتا کہ ان کے پاؤں کے تلوے میں ایک کانٹا بھی چبھ جائے

کالا پانی کے مصنف مرحوم نے بھی لکھا ہے کہ جب امریکہ کے مورث اعلیٰ برطانیہ نے ۵۸ء کے مجاہدین کو پھانسی کا حکم سنایا تو وہ حضرات خوشی کے مارے اچھلنے لگے۔ تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا اس سزا پر ان کے چہروں کو مرجھا جانے چاہیے تھا کیا یہ جاہل سمجھے نہیں کہ ان کے لئے کیا سزا تجویز کی گئی ہے۔ بتلایا گیا ٹھیک سمجھے ہیں۔ لیکن شہادت کا عظیم درجہ پا کر وہ صحیح طور پر خوش ہونے لگے ہیں۔ جب اسے یقین آیا کہ واقعی وہ حقیقۃً خوش ہو رہے ہیں کیونکہ ان کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے تو کہنے لگا کہ دشمن کو وہ سزا نہیں دیں گے جس سے ان کو خوشی ہو اور پھانسی کو عمر قید سے بدل دیا۔

مظلومین کی مظلومانہ حالت پر ظالم کے خلاف رحمۃ اللعالمین ﷺ کو بھی جلال آ گیا تھا۔ جب سید الشہداء سیدنا حضرت حمزہؓ کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ اس کے بدلے ستر کفار کا مثلہ کروں گا۔ اگر چہ حکم خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے عمل میں یہ ارادہ نہیں لائے۔ سیدنا حضرت جعفر طیارؓ کی خبر شہادت پر غمزدہ ہوئے۔ بچوں پر شفقت کا ہاتھ پھیرا گھر والوں کے لئے کھانا وغیرہ بھجوایا۔ لیکن مجاہدین اور غازیان اسلام کی کارگزاریوں پر عین وقت پر تنقید کار دیگر ہے وشتان ما بینھما اسی طرح بینات باب شوال ۱۴۲۲ھ نے خاص کر (ص ۱۱) سے طالبان کی حکمت عملی پر عام فہم زبان میں جو تبصرہ کیا ہے اور ان کی تحسین فرمائی ہے اس سے عام خیر خواہان طالبان کو بڑی حد تک سکون حاصل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماویں آمین۔

بلاشبہ اس سلسلہ میں اپنے ملک کا کردار باعث صد ملامت ہے۔ جس کا اظہار وقت پر پورا ملک کے طول و عرض سے پر امن احتجاجات سے کیا گیا اور طالبان کی امداد میں عامۃ المسلمین نے دل کھول کر سیم و زر، اناج اور کپڑوں وغیرہ سے جس محبت کا اظہار کیا پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال غالباً نہیں مل سکے گی۔ کاش کہ حکمران حضرات اسے گوش ہوش سے سن سکتے تو آج کے اس کے برے اور قابل صد ندامت نتائج سے ملک دو چار نہ ہوتا۔ نہ ایک طرف سے پاک دشمن شمالی اتحاد کے رسوا کن نعرے سننے میں نہ آتے اور نہ دوسری جانب سے ہندوؤں کی بوزینہ ناچ دیکھنا پڑتی۔

تاہم کچھ جرنیلوں کے غلط اقدام سے پوری فوج سے رُوٹھ جانا بھی نہیں چاہیے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ بعض دفعہ جنگل سے چھپے شیر بھی نکل آتے ہیں۔ ''پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے'' سول کے ''احسانات'' بھی تو قوم بھلائے نہیں بھول سکتی۔ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش میں کسی نے تبدیل کرایا۔ نوے ہزار مسلمان فوج کو بزدل اور بے ایمان ہندوؤں کے ہاتھوں کس نے ذلیل کرایا۔ ۵۳ء میں خالص مذہبی مطالبہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے پر شاہی مسجد لاہور خانہ خدا میں دس ہزار مسلمان شیدایان ختم نبوت کو کس کے حکم سے کس جرنیل نے جام شہادت نوش کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہ سینہ کے وہ داغ ہیں جو قوم مغربی جمہوریت کے ہاتھوں سہہ چکی ہے۔ ٹھیک۔ ہے ڈنڈے کی حکومت کو اسلام نے پسند نہیں فرمایا۔ لیکن جس جمہوریت کی بنیاد کفر کے ان تین اصولوں پر ہو۔

الف: آخری فیصلہ اکثریت کا تسلیم کرنا چاہیے قرآن اور سنت اور اجماع امت سے کھلے طور پر متصادم کیوں نہ ہو۔

ب: اس کے بااختیار اسمبلیوں میں غیر مسلموں کو باضابطہ اعزاز و اختیار کے ساتھ شریک کیا جائے گا۔

ج: انتخاب سروں کے گننے سے ہوگا نہ کہ تولنے سے......اسے موجودہ مشکلات کا علاج سمجھنا بھی دین و دانش کی کھلی مخالفت ہے۔ کسی مولوی ملا کی نہیں۔

ملک کے مشہور دانشور کا فرمان ہے کہ:

گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو
کہ از مغز دو صد خرفکر یک انسان نمی آید

بارش سے جبکہ اس میں سر پر اولے بھی پڑیں ضرور بھاگیں لیکن بھاگ کر پرنالہ کے نیچے کھڑے ہو کر خوش ہونے لگیں کہ ہم بچ گئے۔ آزمودہ آزمودن ہے۔ جسے کوئی بھی عقلمند پسند نہیں کرسکتا۔ علاج صرف اور صرف یہی ہے کہ ترکت املات والعزی جمیعا۔ یعنی لات ومنات سب کو چھوڑ کر جس ملک کو لاکھوں قربانیاں دے کر اسلام قائم کرنے کے ہزار وعدوں سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس میں اسلامی نظام حکومت قائم کرنے کے لئے ہر فرد ہر تحریک اور ہر جماعت اپنی تمام طاقتیں اس مطالبہ پر صرف کرنے لگ جائیں کہ

الف: قرآن وسنت اور اجماع امت کے عین مطابق نظریہ اسلام کا منکر کوئی بھی غیر مسلم اس ملک کا ھیئۃ حاکمہ (بااختیار اسمبلیوں) میں شریک نہ کیا جائے۔

(ب) انتخاب ارباب حل وعقد علم و دانش رکھنے والوں کے ذریعہ ہو۔

(ج) قرآن وسنت کے خلاف کوئی بھی دستور اور کوئی بھی قانون نافذ نہ کیا جاسکے۔

دولت پرستوں، سیاست پرستوں اور عقل پرستوں سے کیا شکوہ آخر اسلام کے نام سے قوم کو دعوت دینے والوں بالخصوص علماء دین کو کیا ہوگیا کہ ہرایرے غیرے کے ہر نعرہ کو تو اڑاتے پھرتے ہیں۔ لیکن۔ ان الحکم الا للہ اور لاتتخذوا بطانة من دونکم لایالونکم خبالاً اور افغیر اللہ ابتغی حکما۔ اور وان تطع اکثر من فی الارض ایضلوک عن سبیل اللہ جیسے نصوص کثیرہ پر اتحاد کرنے کی دعوت دینے سے کتراتے ہیں۔ اسلامی نظام کے ان بنیادی نقاط پر منقار زیر لب رہنا ہی علماء حق کا وہ جرم ہے جس سے پورا ملک اور خود وہ اور دینی مدارس اور دین و مذہب کے ہر قسم کے ادارے اور جماعتیں روز افزوں عذاب الیم میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ جب تک اس خاموشی کو توڑا نہیں جائے گا۔ عادت اللہ کے مطابق عذاب باقی رہے گا۔

والسلام
ناکارہ عبدالکریم غفرلہ
نجم المدارس کلاچی